گوشت روٹی کا ولیمہ

کیا رسول اللہ ﷺ کے معمول اور سنت کے خلاف ہے؟

مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے ایک بیان کا مختصر جائزہ

مرتب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذِ حدیث وفقہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

گوشت روٹی کا ولیمہ، کیا رسول اللہ ﷺ کے معمول اور سنت کے خلاف ہے؟

مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی کے ایک بیان کا مختصر جائزہ

متعدد حضرات نے احقر سے بیان کیا کہ اورنگ آباد کے اجتماع (مؤرخہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ فروری ۲۰۱۸ء) میں مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی نے نکاح کی محفل میں نکاح سے قبل لاکھوں کے مجمع میں جو تقریر کی اس میں ولیمہ کے سادہ ہونے پر بہت زور دیا اور فرمایا کہ ولیمہ سادہ ہونا چاہئے، رسول اللہ ﷺ کے ولیمے تو ایسے ہوا کرتے تھے کہ کبھی کھجور تقسیم کر دیئے گئے، کبھی چھوارے بکھیر دیئے گئے، بس ہو گیا ولیمہ، صرف ایک ولیمہ حضرت زینبؓ کا ایسا ہے جس میں آپ نے گوشت روٹی کا اہتمام کیا اور جس ولیمہ میں آپ اپنے معمول سے ہٹے، اسی میں آپ کو اذیت پہنچی۔

کئی لوگوں نے احقر سے سوال کیا کہ یہ مضمون جو مولانا سعد صاحب نے لاکھوں کے مجمع میں بیان کیا ہے کیا یہ درست اور صحیح ہے، اور گوشت روٹی کا ولیمہ واقعی رسول اللہ ﷺ کے معمول اور سنت کے خلاف ہے؟ لیکن اس طرح کی محض سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی بغیر تحقیق کہ ایسی باتوں کی کسی کی طرف نسبت کی جاسکتی ہے، اس لئے احقر نے براہِ راست مولانا کی تقریر سنی تو تعجب ہوا کہ واقعۃً مولانا نے اس طرح کی باتیں فرمائی ہیں جو نہ صرف کتاب وسنت کی روشنی میں غلط ہیں بلکہ اس کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ لاکھوں کے مجمع میں مولانا کی ایسی غلط باتوں سے امت کو غلط پیغام پہنچ رہا ہے اور دین کی غلط ترجمانی ہو رہی ہے، اس لئے واقعی اس کی اصلاح کی شدید ضرورت محسوس ہوئی، احقر نے مولانا کی جو تقریر سنی اس میں جو باتیں واقعی قابل گرفت اور قابل اصلاح ہیں وہ مولانا ہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں، مولانا نے بیان فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ میں کبھی کھجوریں تقسیم کر دیں، کبھی چھوارے بکھیر دیئے آج اگر کوئی چھوارے کھلا دے ولیمہ میں تو کوئی ولیمہ نہ مانے گا، کوئی اس کو ولیمہ نہ مانے گا، حالانکہ آپ کی ساری شادیاں ایسی ہی ہوئی ہیں، سوائے حضرت زینبؓ کے کہ اس میں آپ نے گوشت روٹی کا اہتمام کیا، حضرت زینبؓ اس پر فخر کرتی تھی کہ میرے نکاح میں گوشت روٹی کا انتظام ہوا ہے، اللہ کی شان کہ آپ کی جو شادی آپ کے معمول سے ہٹی اسی شادی میں آپ کو اذیت ہوئی، عجیب بات ہے کہ جو شادی آپ کے معمول سے ہٹی اسی میں آپ کو اذیت ہوئی، سوچنے کی بات ہے ہم غور کریں کہ اگر محمد ﷺ کو گوشت روٹی کے انتظام کی وجہ سے الخ"

مولانا کے مذکورہ بیان سے جو لاکھوں کے مجمع کے سامنے ہوا، چند باتیں امت کے سامنے آئیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ سادہ ہوا کرتا تھا، ایسا کہ کبھی کھجور تقسیم کر دیئے گئے، کبھی چھوارے بکھیر دیئے گئے۔

(۲) یہ امت کی غلطی ہوگی کہ اگر آج کوئی ولیمہ میں چھوارے وغیرہ تقسیم کر دے تو اس کو ولیمہ نہ سمجھا جائے۔

(۳) حضرت زینبؓ کے علاوہ کوئی ولیمہ آپ نے گوشت روٹی والا اہتمام سے نہیں کیا۔

(۴) گوشت روٹی سے ولیمہ کرنا آپ کا معمول نہ تھا بلکہ خلافِ معمول تھا۔

(۵) جس ولیمہ میں آپ معمول سے ہٹے اسی میں آپ کو اذیت پہنچی۔

(۶) گوشت روٹی کے ولیمہ میں انتظام کی وجہ سے اگر نبی کو اذیت ہو سکتی ہے تو امت کو بھی سمجھ لینا چاہئے۔

درج ذیل سطور میں ہم نہایت اختصار سے مولانا کی بیان کردہ باتوں کی کتاب وسنت کی اور سیرت کی روشنی میں علمی وتحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں، جس سے ہر شخص بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ مولانا کی بیان کردہ یہ باتیں کس حد تک درست ہو سکتی ہیں، اور واقعۃً مولانا کے ایسے اجتہاد کے ذریعہ امت کو غلط پیغام پہنچ رہا ہے یا نہیں، اگر واقعی ایسا ہے تو مولانا کو ایسے بیانات اور ایسے اجتہادات سے بالکل باز آجانا چاہئے اور صاحب

استطاعت لوگوں کو مولانا کے ایسے بیانات واجتہادات پر پابندی لگا دینا چاہئے، ہمارے فقہاء نے مفتی ماجن یعنی ایسا مفتی جو لوگوں کی غلط رہنمائی کرتا ہو، غلط حیلے بیان کرتا ہو، ایسے مفتی پر پابندی عائد کی ہے، چنانچہ درِّ مختار شامی وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور جمنے کی توفیق نصیب فرمائے، اب آگے تحقیق ملاحظہ ہو۔

چھوارے یا کھجور تقسیم کرنا یا لٹانا نکاح کی سنت ہے نہ کہ ولیمہ کی رسول اللہ ﷺ ولیمہ میں کھجور تقسیم نہیں فرماتے تھے

مولانا سعد صاحب کا یہ فرمانا کہ:

''رسول اللہ ﷺ کے ولیمے تو ایسے سادے ہوتے تھے کہ کھجور تقسیم کر دیئے، کبھی چھوارے بکھیر دیئے، بس ہو گیا ولیمہ''

مولانا کی یہ بات ہرگز درست نہیں، کیونکہ احادیث مبارکہ میں اس کے خلاف تصریحات موجود ہیں، چھوارے تقسیم کرنا یا بکھیر دینا حدیثوں میں بیشک اس کا تذکرہ آیا ہے لیکن وہ محفلِ نکاح کے تعلق سے ہے نہ کہ ولیمہ کے تعلق سے، اور نکاح کے وقت بھی چھوارے یا کھجور لٹانے والی حدیث ضعیف ہے، اسی وجہ سے علماء کرام کا اس میں اختلاف بھی ہے، راجح قول کے مطابق نکاح کے موقع پر چھوارے تقسیم کرنے کی اجازت ہے، بعض علماء نے اس کو مستحب بھی قرار دیا ہے، اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرج وضرر اور شور وشغب اور مسجد کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو تو بجائے لٹانے کے تقسیم کر دینا چاہئے، یہ ساری تفصیل امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں اور حضرت گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ میں اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے اپنی کتابوں میں ذکر فرمائی ہے، نکاح کے موقع پر چھوارے بکھیرنے والی حدیث درج ذیل ہے:

حديث معاذ: "إنما نهيتكم عن نهبى العساكر فأما العرسان فلا" الحديث' وهو حديث ضعيف، فى سنده ضعف وانقطاع، قال ابن المنذر: وهي حجة قوية في جواز أخذ ما نثر في العرس ونحوه. (فتح الملہم ص۲۱، ج۲)

امام طحاویؒ نے اس موضوع سے متعلق مختلف حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، اور اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:

حدثنا يزيد بن سنان قال حدثنا يحىٰ بن سعيد القطان عن أشعث عن الحسن قال لا بأس بانتهاب الجوز، وقال محمد بن سيرين يضعون في أيديهم، وما فيه الإباحة من هذه الآثار عندنا أوجه في النظر مما فيه الكراهية منها، وهذا قول أبو حنيفة وأبى يوسف ومحمد بن الحسن رحمة الله عليهم.

(طحاوی شریف ص۲۹، ج۲، باب انتهاب ما ينثر على القوم مما يفعله الناس في النكاح)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے اس سلسلہ میں فیصلہ کن جو بات تحریر فرمائی ہے، وہ درج ذیل ہے:

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

''نکاح کے وقت چھوارے لٹانا مباح ہے، مگر اس وقت میں نہ (لٹانا) چاہئے، کیونکہ حاضرین کو تکلیف ہوتی ہے، ایسے جزوی عمل کو کرنا کچھ ضروری نہیں اگرچہ ایسا لوٹنا درست ہو، مگر (چھوارے لٹانے والی یہ) روایت چنداں معتمد نہیں، اور اس کے فعل سے اکثر چوٹ آجاتی ہے، اگر مسجد میں نکاح ہو تو مسجد کی بے تعظیمی بھی ہوتی ہے، لہٰذا حدیث ضعیف پر عمل کر کے مسلم کی اذیت کا موجب ہونا اور مسجد کی شان کے خلاف فعل ہونا مناسب نہیں، اور اس روایت کو لوگوں نے ضعیف لکھا ہے'' (فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، ص ۴۵۹ و ۴۶۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''حضور ﷺ نے (حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں) ایک طبق خرمہ کا لے کر بکھیر دیا، اس روایت کو ذہبی وغیرہ محدثین نے ضعیف کہا ہے اور غایت مافی الباب (زائد سے زائد) سنت زائدہ ہوگا، مگر قاعدہ شرعیہ ہے کہ جہاں امر مباح یا مستحب میں کسی مفسدہ کا اقتران ہو جائے اس کو ترک کر دینا مصلحت ہے، اس معمول میں آج کل اکثر رنج وتکرار کی نوبت آجاتی ہے، اس لئے تقسیم پر کفایت کریں'' (اصلاح الرسوم ص۹۱)

مذکورہ بالا تفصیل سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کھجور اور چھوارے وغیرہ تقسیم کرنے یا لٹانے کا تعلق محفلِ نکاح سے ہے، نہ کہ دعوت ولیمہ سے، جہاں تک دعوت ولیمہ کا تعلق ہے، احقر کی ناقص معلومات کے مطابق پورے ذخیرۂ حدیث میں کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ نے دعوت ولیمہ میں صرف کھجور یا چھوارے تقسیم کردیئے اور بکھیر دیئے ہوں، اور صرف کھجور چھوارے ہی سے ولیمہ کیا ہو، جن بعض روایات سے لوگوں کو شبہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ولیمہ میں لوگوں سے فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ توشہ ہو، لے آئے، چنانچہ صحابہ میں کوئی کھجور لے آیا، کوئی ستو لے آیا، اور اسی سے آپ نے ولیمہ فرمایا، بہت ممکن ہے کہ اسی روایت سے بعض لوگوں کو شبہ ہوا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ میں کھجور تقسیم کئے یا کھجور کے ذریعہ ولیمہ فرمایا۔

اصلاً یہ واقعہ حضرت صفیہؓ کے ولیمہ کا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر حالت سفر ہی میں آپ نے حضرت صفیہؓ سے نکاح کیا اور صبح کو ولیمہ فرمایا، جس کی تفصیل مسلم شریف کی روایت میں آئی ہے کہ آپ نے علی الصباح صحابہ سے فرمایا: جس کے پاس جو زائد توشہ ہو لے آئے، چنانچہ کوئی کھجور لایا، کوئی پنیر لایا، کوئی گھی لایا، کوئی ستو لایا، اس زمانہ میں کھجور، گھی وغیرہ مختلف چیزوں کو ملا کر خاص نوع کا حلوہ تیار کیا جاتا تھا، جس کو حَیس کہا جاتا تھا، یہ اس زمانہ کا قیمتی اور لذیذ حلوہ شمار ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جب کھجور، گھی، پنیر وغیرہ چیزیں جمع ہوگئیں تو ملیدہ اور حلوہ بنانے کے لئے ایک گڈھا کھودا گیا جس پر دسترخوان ڈال دیا گیا تاکہ گھی وغیرہ پھیلے نہیں، پھر اس گڈھے میں حلوہ تیار کیا گیا اور اسی حلوہ کے ذریعہ ولیمہ کیا گیا، موجود تمام صحابہ نے ولیمہ میں وہ حلوہ اتنا اتنا کھایا کہ سب کے سب خوب شکم سیر ہوگئے، یہ قصہ حضرت صفیہؓ کے ولیمہ کا ہے، روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

ثم خرج رسول الله ﷺ من خيبر، حتىٰ إذا جعلها في ظهره نزل، ثم ضرب عليها القبّة، فلما أصبح قال رسول الله ﷺ من كان عنده فضل زاد فليأتنا به قال: فجعل الرجل يجئ بفضل التمر وفضل السويق، حتىٰ جعلوا من ذلک سواداً حيساً.

وجعل رسول الله ﷺ وليمتها التمر والأقط والسمن، فحصت الأرض أفاحيص وجئ بالأنطاع فوضعت فيها، وجئ بالأقط والسمن فشبع الناس. (مسلم شریف، باب فضيلة اعتاقه أمة ثم يتزوجها، حدیث ۳۴۸۵ و ۳۴۸۷)

فجعل الرجل يجئ بالأقط وجعل الرجل يجئ بالتمر وجعل الرجل يجئ بالسمن فحاسوا حيساً.

قال النووي: الحيس هو الأقط والتمر والسمن، يخلط ويعجن ومعناه جعلوا ذلک حيساً ثم أكلوه.

(فتح الملہم شرح مسلم للنووی، فتح الملہم شرح مسلم ص ۵۸۴، ج ۶)

غالباً یہ ہے وہ حدیث پاک جس کی وجہ سے مولانا نے فرمادیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور بکھیر کر ولیمہ فرمادیا تھا حالانکہ امام نوویؒ کی تصریح کے مطابق اس کی حقیقت یہ تھی کہ کئی چیزوں کو ملا کر ایک قیمتی حلوہ تیار کیا گیا تھا، جس میں کھجور بھی شامل تھا، اور اُسی حلوہ کو جی بھر کر سب نے کھایا، اس کو محض چھوارے تقسیم کرنے یا بکھیرنے سے تعبیر کرنا حقیقت سے ناواقفیت ہے، کہاں کھجور تقسیم کرنا اور کہاں حلوہ کھانا، دونوں میں کتنا فرق ہے۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت زینبؓ ہی کا ولیمہ گوشت روٹی سے کیا تھا

مولانا سعد صاحب کا یہ کہنا بھی قطعاً غلط اور شرّاح حدیث کی تصریحات بالکل خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت زینبؓ کا ولیمہ اہتمام سے کیا تھا، جس میں گوشت روٹی لوگوں کو کھلائی گئی، یعنی باقی ولیموں میں آپ نے گوشت وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا، بلکہ معمول کے مطابق کھجور، چھوارے وغیرہ تقسیم کر کے ولیمہ کردیا، مولانا کی یہ بات ہرگز درست نہیں، کیونکہ شراح حدیث کی تصریح کے مطابق حضرت زینبؓ کا ولیمہ جو آپ نے ایک بکری کے گوشت سے کیا وہ اس وجہ سے کہ اس وقت آپ کے پاس اتنی ہی گنجائش تھی کہ آپ صرف ایک بکری سے ولیمہ فرماتے، اس سے پہلے ولیموں میں اتنی بھی گنجائش نہیں تھی تو اس وقت آپ نے بجائے گوشت کے کھجور کے حلوہ سے ولیمہ فرمایا، جس کی تفصیل ماقبل میں گزری۔

شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ اور علامہ ابن بطالؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے پاس اگر گنجائش ہوتی تو حضرت زینبؓ کے ولیمہ کی طرح آپ تمام ولیموں میں گوشت روٹی کا اہتمام فرماتے، علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی عبارت درج ذیل ہے:

قال الحافظ في الفتح وأشار ابن بطال إلى أن ذلک لم يقع قصداً لتفضيل بعض النساء على بعض، بل بإعتبار ما اتفق، وأنه لو وجد الشاة في كل منهن لأولم بها، لأنه كان أجود الناس.

(فتح الباری ص۲۹۶، ج۹، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، باب۷۰، حدیث۵۱۷۱)

وكذا قال العينى في شرح البخارى وأيضاً قال: قوله أولم بشاة هذا ليس للتحديد وإنما وقع اتفاقاً.

وقال صاحب التوضيح لا شک أن من زاد في وليمته فهو أفضل واستزادة من الدعاء بالبركة في الأهل والمال، قلت (أى قال العينيؒ) الذي ذكره الكرماني هو أحسن الوجوه. (عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۵۵، ج۲۰)

حضرت زینبؓ سے نکاح کے وقت چونکہ فتوحات کے دروازے کھل جانے سے مزید گنجائش کے حالات پیدا ہو گئے تھے، اس لئے آپ نے حضرت زینبؓ کا ولیمہ ایک بکری کے گوشت سے فرمایا تھا، اور فتح خیبر کے بعد جب آپ نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا اس وقت مزید حالات میں وسعت ہو چکی تھی، اس وقت آپ نے حضرت میمونہؓ کا ولیمہ ایک بکری سے زائد کئی بکریوں پر مشتمل شاندار ولیمہ کیا تھا، جس میں آپ نے (دعوتی مصلحت سے) کفار کی بھی دعوت کی تھی، لیکن کفار نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا، یہ ساری تفصیل شراح حدیث علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے ذکر فرمائی ہے:

فالذي يظهر أنه لما أولم على ميمونة بنت الحارث لما تزوجها في عمرة القضية بمكة وطلب من أهل مكة أن يحضروا وليمتها فامتنعوا أن يكون ما أولم به عليها أكثر من شاة لوجود التوسعة عليه في تلک الحالة لأن ذلک كان بعد فتح خيبر، وقد وسع الله على المسلمين منذ فتحها عليهم.

(فتح الباری ص۲۹۶، ج۹، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، باب۶۹، حدیث۵۱۷۱، عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۵۵، ج۲۰)

شراح حدیث علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی مذکورہ بالا تصریحات کو پیش نظر رکھنے کے بعد غور کرنا چاہئے کہ مولانا سعد صاحب کی یہ باتیں:

''کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت زینبؓ کا نکاح گوشت روٹی والا کیا، جس میں آپ اپنے معمول سے ہٹے اور اللہ کی شان اسی میں آپ کو اذیت پہنچی'' مولانا کی یہ بات کس حد تک درست ہو سکتی ہے، حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ کی تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شخص بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ حضور پاک ﷺ کا گوشت روٹی والا ولیمہ حضرت زینبؓ کے ساتھ ہی خاص نہ تھا، بلکہ دوسری ازواج کے ولیمہ میں بھی گنجائش ہو جانے کے بعد آپ نے اس سے زیادہ کا اہتمام کیا، اور کئی بکریوں کا ولیمہ فرمایا، اور علامہ ابن بطالؒ کے فرمان کے مطابق گنجائش ہوتی تو سارے ہی ولیموں میں آپ یہی اہتمام فرماتے۔

افسوس یہ ہے کہ مولانا سعد صاحب اس نوع کی غلط باتوں کو لاکھوں کے مجمع میں پوری قوت سے بیان فرماتے ہیں اور سننے والے اگر بیس لاکھ ہیں تو دس لاکھ لوگ ضرور اس غلط بات کو سن کر دوسرے ہی روز سے دسیوں جگہ، دسیوں بار بیان کرنا شروع کر دیں گے، اور بہت سے لوگ اس کے مطابق عمل بھی کرنے لگیں گے، اس طرح امت کو کتنا غلط پیغام پہنچ رہا ہے اور دین کی کتنی غلط ترجمانی ہو رہی ہے، اسی وجہ سے محتاط علمائے محققین کا کہنا ہے کہ مولانا کو اپنے اس نوع کے بیانات واجتہادات سے بالکل باز آ جانا چاہئے، اور ارباب حل وعقد، اساطین امت اور علمائے کرام کو مولانا کے اس نوع کے بیانات پر بالکل پابندی عائد کر دینا چاہئے یہ دین وشریعت اور دیانت وامانت اور امت کی حفاظت کا تقاضا ہے۔

کیا یہ امت کی غلطی ہوگی کہ وہ کھجور بکھیرنے اور تقسیم کرنے کو ولیمہ نہ سمجھیں؟

مولانا نے اپنے بیان میں بہت زور دے کر فرمایا کہ:

''آج اگر کوئی چھوارے ولیمہ میں کھلا دے تو کوئی اس کو ولیمہ نہ مانے گا، کوئی اس کو ولیمہ نہ مانے گا، حالانکہ آپ کی ساری شادیاں ایسی ہی ہوئیں ہیں سوائے حضرت زینبؓ کے الخ''

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولیمہ کے تعلق سے امت کو کیا ہدایت دی ہے، آپ نے ولیمہ میں کھجور اور چھوارے بکھیر نے یا تقسیم کرنے کو پسند فرمایا ہے یا گوشت والا ولیمہ کرنے کا حکم دیا ہے، حضرت امام بخاریؒ نے کتاب النکاح میں ایک باب منعقد کیا ہے ''باب الولیمة ولو بشاة''یعنی ولیمہ کا اہتمام کرو اگر چہ ایک ہی بکری کے ذریعہ ہو، اور اس کے ضمن میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ جب انہوں نے ایک انصاری عورت سے شادی کی تو حضور ﷺ نے ان کو مبارکباد پیش کی، اور ان کو ہدایت دی کہ ''أولِم ولو بشاة'' ولیمہ بھی کرو، گو ایک ہی بکری کے ساتھ ہو۔

اس کی شرح میں علامہ عینیؒ اور حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا فرمان: ''ولو بشاة'' یہ تقلیل کے لئے ہے، مطلب یہ کہ کم از کم ایک بکری کا تو ولیمہ کرو، اور گنجائش ہو تو اس سے زیادہ کا بھی کرو۔

قال العینی: قوله: "أولم ولو بشاة" قال بعضهم کلمة "لو" هنا للتمنی، قلت: لیس کذلک، بل هی للتقلیل، نحو تصدقوا ولو بظلف محرقة. (عمدۃ القاری شرح بخاری، باب الولیمة بشاة ص۱۵۴، ج۲۰)

لیست "لو" هذه الامتناعیة وإنما هي التي للتقلیل. (فتح الباری ص۲۹۲، ج۹)

ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو جب بکری کے ذریعہ ولیمہ کرنے کا حکم دیا تو یہ گوشت والا ہی ولیمہ ہوگا، کیونکہ بکری کے اندر گوشت ہی نکلے گا نہ کہ کھجور اور چھوارے، پھر جب رسول اللہ ﷺ ہی نے گوشت والا ولیمہ کرنے کا امت کو حکم دیا ہے اور صحابہ نے اس کے مطابق اہتمام بھی کیا تو پھر اس کہنے کا کیا مطلب کہ: ''آج اگر کوئی چھوارے ولیمہ میں کھلا دے تو کوئی اس کو ولیمہ نہ مانے گا''؟

کوئی کیا؟ خود رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے معلوم ہو رہا ہے کہ گنجائش ہونے کے باوجود ولیمہ میں صرف کھجور اور چھوارے تقسیم کرنے سے حق ولیمہ ہرگز ادا نہیں ہوگا، کیونکہ کھجور اور چھوارا تقسیم کرنا اور بکھیرنا محفل نکاح کی سنت ہے نہ کہ ولیمہ کی۔

افسوس کہ مولانا کی بات جو بیس لاکھ کے مجمع نے سنی اور ان کی بات کو ان کے معتقدین سند اور پتھر کی لکیر کا درجہ دیتے ہیں اور کتنے لوگ ہوں گے جو ان باتوں کو نقل بھی کریں گے، اور کتنے لوگ اس کے مطابق عمل بھی شروع کر دیں گے، ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا کو اپنی اس غلط بات سے فوراً توبہ واستغفار کے بعد لاکھوں کے مجمع میں اپنی اس غلط بات سے علانیہ رجوع بھی کرنا چاہئے اور آئندہ حدیث پاک کے خلاف ایسی باتوں کو بیان کرنے سے کلی اجتناب کرنا چاہئے۔

صحابہ کرام اور حضور ﷺ کے خاندان کے لوگ گوشت روٹی ہی کا ولیمہ اہتمام سے فرماتے تھے

رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام کو دیکھئے انہوں نے کس قدر گوشت روٹی والے ولیمہ کا اہتمام فرمایا، صرف چند واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱) گوشت کے بھی تو مختلف انواع ہوتے ہیں، صحابی رسول یزد بن الاصمؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو مدینہ پاک میں ایک دعوت ولیمہ میں بلایا گیا اور تیرہ/۱۳ اضب (گوہ) کا گوشت ہمارے سامنے رکھا گیا، ضَب (یعنی گوہ جو ایک قیمتی جانور ہوتا ہے) جس کا گوشت بہت طاقتور اور لذیذ بھی ہوتا ہے، اور کمیاب بھی، بعض صحابہ بڑی رغبت اور بڑے اہتمام سے ایک دوسرے کو ہدیہ میں بھی بھیجتے تھے، جیسا کہ مسلم شریف کی روایات سے معلوم ہوتا ہے، صحابی رسول یزید بن الاصمؓ فرماتے ہیں کہ دعوت ولیمہ میں گوہ کا گوشت ہمارے سامنے لایا گیا، رسول اللہ ﷺ بھی اس دعوت میں شریک تھے، پھر بعض لوگوں نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ میں اس کے کھانے سے منع کرتا ہوں، یہ واقعہ امام مسلمؒ نے مسلم شریف میں نقل فرمایا ہے، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن یزید بن الأصم قال دعانا عروس بالمدینة فقرب إلینا ثلاثة عشر ضباً، فآکل وتارک الخ.

(مسلم شریف، کتاب الصید الذبائح، حدیث ۵۰۱۴، فتح الملہم ص۴۴۲، ج۹)

(۲) صحابی رسول ابوأسید الساعدي کی جب شادی ہوئی تو انہوں نے وسیع پیمانہ پر ولیمہ کیا، اور بڑے اہتمام سے رسول اللہ ﷺ کو بھی مدعو

کیا، اور حضور پاک ﷺ کے لئے کھانے کا انتظام اس وقت کی شایانِ شان کے معمول کے مطابق کیا، جو سبھی کے لئے تھا، البتہ رسول اللہ ﷺ کے لئے خصوصیت کے ساتھ کھجور کا شربت بھی اہتمام سے تیار کیا، جوان کی نئی بیوی ہی نے اس وقت تیار کیا تھا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ نے اس کو تناول فرمایا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

دعا أبو أسيد الساعدي رسول الله ﷺ في عرسه، فكانت إمرأة يومئذ خادمتهم وهي عروس قال سهل تدرون ما سقت رسول الله ﷺ أنقعت له تمرات من الليل في تور، فلما أكل سقته إياه.

وفي رواية فلما فرغ رسول الله ﷺ من الطعام أماثته فسقته تخصه بذلك.

(مسلم شریف، کتاب الاشربہ، حدیث ۵۲۰۱ و ۵۲۰۳، فتح الملہم ص ۵۳۶، ج ۹)

(۳) حضرت علیؓ کا نکاح جب حضرت فاطمہؓ سے ہوا تو حضرت علیؓ کو ولیمہ کی فکر ہوئی، اتنی گنجائش تو آپ کے پاس تھی کہ چھوارے وغیرہ تقسیم کر کے محدود پیمانہ پر آپ ولیمہ کر دیتے کیونکہ اس وقت غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت میں سے کچھ مال آپ کو بھی ملا تھا، لیکن آپ حضرت فاطمہؓ کا وسیع پیمانہ پر شاندار ولیمہ کرنا چاہتے تھے، اور ایسے شاندار ولیمہ کی گنجائش اس وقت آپ کے پاس نہ تھی اس غرض سے آپ نے بنو قینقاع کے اپنے ایک سنار ساتھی کو تیار کیا کہ اذخر (قیمتی گھاس) خرید کر لائیں اور پھر تجارت کر کے شاندار ولیمہ کریں گے، جس کا تذکرہ مندرجہ ذیل روایت میں ہے:

وأنا أريد أن أحمل عليهما إذخراً لأبيعه ومعي صائغ من بني قينقاع فاستعين به على وليمة فاطمة.

وفي رواية آخر: واعدت رجلاً صواغاً من بني قينقاع يرتحل معي فنأتي بإذخر أردت ان أبيعه من الصوّاغين فاستعين به في وليمة عرسي. (مسلم شریف، کتاب الاشربہ، حدیث ۵۰۹۹، ۵۱۰۱، فتح الملہم ص ۴۹۲ و ۴۹۴ ج ۹)

چنانچہ پوری تیاری کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کا وسیع پیمانہ پر شاندار ولیمہ کیا، جو اس زمانہ کا سب سے بہتر اور شاندار ولیمہ سمجھا گیا، طبرانی کی روایت میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے جس کو حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے کہ اس زمانہ کا سب سے بہتر اور شاندار ولیمہ حضرت علیؓ کا تھا، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فقد أخرج الطبراني من حديث أسماء بنت عميس قالت: لقد أولم علي بفاطمة، فما كانت وليمة في ذلك الزمن أفضل من وليمته. (فتح الباری ص ۲۹۹، ج ۹، باب ۱۷)

مذکورہ بالا روایات اور صحابہ کرام کے واقعات پر نظر کرنے کے بعد بھی کیا یہ کہنے کی گنجائش باقی رہتی ہے کہ حضور ﷺ کا ولیمہ تو ایسا ہوتا تھا کہ کھجور تقسیم کر دیئے، چھوارے بکھیر دیئے، اور ہو گیا ولیمہ، بالفرض اگر مولانا کی ان باتوں کو صحیح مان لیا جائے تو مطلب یہ نکلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں اور حدیثوں پر عمل نہیں کیا، اور اب تک شراح حدیث اور پوری امت غفلت میں مبتلاء رہی اور اب ایک اللہ کے بندہ نے یہ آواز اٹھائی کہ کھجور اور چھوارے بکھیر کر ولیمہ کرنا چاہئے، گوشت روٹی کے ولیمہ سے جب حضور ﷺ کو اذیت پہنچ سکتی تھی تو امت اس سے کیسی بچ سکتی ہے، إنا لله وإنا إليه راجعون، سنت پر عمل کرنے سے اذیت نہیں پہنچے گی بلکہ خیر و برکت نازل ہوگی۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس ولیمہ میں آپ نے گوشت روٹی والا ولیمہ کیا اُسی میں آپ کو اذیت پہنچی

مولانا سعد صاحب نے اپنے بیان میں ارشاد فرمایا:

"اللہ کی شان جو شادی آپ کے معمول سے ہٹی اسی شادی میں آپ کو اذیت ہوئی، سوچنے کی بات ہے ہم غور کریں کہ اگر محمد ﷺ کو گوشت روٹی کے انتظام کی وجہ سے الخ"

ہائے افسوس! مولانا کی اس بات کو سننے سے یہ ذہن بنتا ہے اور مجموعی طور پر یہ تأثر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معمول کے خلاف بجائے کھجور بکھیرنے کے گوشت روٹی والا ولیمہ کیا، اُسی وجہ سے اس میں آپ کو اذیت کا سامنا کرنا پڑا، گویا معمول سے ہٹنے کی وجہ سے منجانب اللہ

آپ پر یہ عتاب ہوا کہ آپ کو اذیت پہنچی، مولانا کی باتوں کو سن کر یقینی طور پر یہ باتیں ذہن میں آتی ہیں۔

لیکن مولانا کی یہ بات سو فیصد غلط ہے، کیونکہ آپ جو کچھ بھی کرتے اور فرماتے تھے وہ سب وحی الٰہی اور اللہ کی مرضی سے ہوتا تھا، خود حق تعالیٰ آپ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحىٰ. (سورۂ نجم پ ۲۷)

آپ کوئی کام اور کوئی بات اللہ کی مرضی کے بغیر ہرگز نہ کرتے تھے، اگر کبھی اجتہاد سے آپ نے کوئی کام کیا بھی اور بالفرض وہ خطا ہوتا تو آپ کے اجتہاد کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کی فوراً اصلاح کر دی جاتی تھی، حضرت صفیہؓ کے نکاح میں جس نوعیت سے ولیمہ آپ نے کیا، اس وقت اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی، حضرت زینبؓ کے نکاح میں جو ولیمہ آپ نے ایک بکری کے گوشت کا کیا، اس وقت اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی، اور حضرت میمونہؓ کے نکاح میں ایک بکری سے زائد کئی بکریوں کا ولیمہ کیا، اس وقت آپ کے لئے یہی حکم تھا، آپ تو ہر کام میں مرضی الٰہی اور حکم الٰہی کو دیکھتے تھے، آپ اپنے کو امر تشریعی کا پابند رکھتے تھے، آپ کے کسی عمل کے متعلق یہ کہنا کہ آپ اپنے معمول سے ہٹے، اس کی وجہ سے آپ کو اذیت کا سامنا کرنا پڑا، یہ بات سو فیصد غلط ہے، کیونکہ آپ جو کچھ بھی کرتے تھے وہ امر تشریعی کے تابع ہو کر، اور حالات جو کچھ پیش آتے ہیں وہ منجانب اللہ امر تکوینی کے طور پر، امر تشریعی کا تعلق بندے سے ہے، جس کا وہ مکلّف ہے، اور امر تکوینی کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، بندہ اس کا مکلّف نہیں، اس پر رضا وصبر عین ایمان ہے، پھر اس کو اس انداز سے بیان کرنا کہ امر تشریعی پر عمل کرنے کی وجہ سے آپ کو اذیت پہنچی قطعی طور پر غلط ہے۔

اور یہ بات واقعہ کے بھی تو خلاف ہے کہ آپ کو اسی شادی میں اذیت پہنچی جس میں آپ معمول سے ہٹے اور گوشت والا ولیمہ کیا، کیونکہ اس سے زیادہ اذیت آپ کو اس نکاح میں پہنچی جس میں آپ نے گوشت والا ولیمہ نہیں کیا تھا، جس کا تذکرہ ماقبل میں ہوا، کیونکہ اس نکاح میں رخصتی کے بعد اسی سفر میں مدینہ پاک میں داخل ہونے اور گھر پہنچنے سے پہلے ہی جب کہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے اور آپ کی بیوی ام المؤمنین حضرت صفیہؓ آپ کے پیچھے سوار تھیں کہ اچانک آپ کی سواری بدکی، آپ نیچے گرے، اور آپ کی بیوی حضرت صفیہؓ (نئی دلہن) بھی نیچے گریں، کچھ چوٹ بھی آئی، کچھ بے پردگی بھی ہوئی، آپ نے اٹھ کر فوراً حضرت صفیہؓ کے پردہ کا اہتمام کیا، صحابہ کہتے ہیں ہم میں سے ہر شخص نے اپنی نگاہ کو پھر لیا کسی نے اس وقت آپ کی طرف یا حضرت صفیہؓ کی طرف نظر نہیں کی، اس وقت مدینہ پاک کی بعض عورتوں نے حضرت صفیہؓ کو کوسنا بھی شروع کیا، یہ الگ تکلیف دہ بات تھی، الغرض حضرت صفیہؓ کے نکاح میں آپ کو حضرت زینبؓ کے نکاح سے زائد کئی طرح کی تکلیفیں پہنچیں، مسلم شریف کی روایتوں میں اس کی تفصیل آئی ہے:

قال: فعثرت مطيّة رسول الله ﷺ قال: وصفيّة خلفه قد أردفها رسول الله ﷺ مطيّته قال: رفع رسول الله ﷺ فصرع وصُرعت، قال: فليس أحد من الناس ينظر إليه ولا إليها، حتىٰ قام رسول الله ﷺ فسترها، قال: فأتيناه فقال: "لَمْ نُضَرَّ" قال: فدخلنا المدينة، فخرج جواري نسائه يتراء ينها ويشمتن بصرعتها.

(مسلم شریف حدیث ۳۴۸۷، فتح الملہم ص ۵۸۶، ج ۶)

حدیث میں ذکر کردہ اس پوری تفصیل کو پیش نظر رکھئے! اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ مولانا کا یہ کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ جس ولیمہ میں آپ معمول سے ہٹے اور گوشت والا ولیمہ کیا، اسی میں آپ کو اذیت پہنچی، اگر واقعی ایسی بات تھی تو حضرت میمونہؓ کا ولیمہ اس سے زائد اہتمام سے آپ نے کیا تھا، جو کئی بکریوں پر مشتمل تھا، مولانا کی فکر کے مطابق تو رسول پاک ﷺ اس ولیمہ میں بالکل ہی اپنے معمول سے ہٹ گئے تھے، تو اس میں اس سے بھی زائد آپ کو تکلیف پہنچنی چاہئے تھی، اور حضرت صفیہؓ کے نکاح میں جس میں آپ نے گوشت والا ولیمہ نہیں کیا، بلکہ کھجور والا ولیمہ کیا اس میں بالکل اذیت نہ پہنچنی چاہئے تھی، حالانکہ اس میں آپ کو سب سے زیادہ اذیت پہنچی، فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت زینبؓ کے قصہ میں جس نوعیت کی آپ کو اذیت پہنچی وہ بھی ولیمہ سے فراغت کے بعد تھی، قرآن پاک کی اس آیت میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے:

فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلاَ مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذٰلِكَ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ الخ (سورۂ احزاب پ ۲۲)

اور حضرت صفیہؓ کے نکاح میں جو اذیت آپ کو اور آپ کی نئی بیوی کو پہنچی، وہ بھی ولیمہ کے بعد گھر میں داخل ہونے سے پہلے، لیکن اس کا تذکرہ قرآن پاک میں نہیں کیا گیا، بلکہ مذکورہ بالا حدیث پاک میں ہے، لیکن قرآن پاک میں تذکرہ نہ ہونے سے یہ کہاں لازم آیا کہ آپ کو حضرت صفیہؓ کے واقعہ میں اذیت نہیں پہنچی، ضرور پہنچی بلکہ حضرت زینبؓ کے قصہ سے زیادہ پہنچی۔

دیکھئے! حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ رسولِ پاک ﷺ سے عرض کیا کہ غزوۂ احد کے بعد سب سے زیادہ سخت مصیبت والا کوئی اور بھی دن ہے؟ یا غزوۂ احد کا ہی دن سب سے زیادہ سخت تھا، جس میں آپ کو اپنی قوم سے تکلیف برداشت کرنی پڑی ہو، اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھ کو مصیبت جو لاحق ہوئی ہے وہ یوم العقبۃ (یعنی طائف کے قصہ) میں ہوئی، حالانکہ قرآن پاک میں صراحۃً اس کا تذکرہ نہیں ہے، پھر آپ نے طائف والا قصہ بیان فرمایا، جو معروف و مشہور ہے، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

إنَّ عائشة زوج النبي ﷺ حدثته، أنها قالت لرسول الله ﷺ يا رسول الله ﷺ، هل اتىٰ عليك يوم كان أشد من يوم أحد؟ فقال: لقد لقيت من قومك، وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة الخ.

(مسلم شریف، حدیث ۴۶۲۹، كتاب الجهاد والسير، فتح الملہم ص ۱۶۸، ج ۹)

تو قرآن پاک میں حضرت صفیہؓ کو پہنچی والی اذیت کا تذکرہ نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو اس میں زیادہ تکلیف نہیں پہنچی، حقیقت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو حضرت زینبؓ کے نکاح سے زیادہ حضرت صفیہؓ کے نکاح میں آپ کو اذیت کا سامنا کرنا پڑا، جیسا کہ مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا، حالانکہ حضرت صفیہؓ کے نکاح میں آپ نے بغیر گوشت کے ولیمہ فرمایا تھا، اور حضرت زینبؓ کے نکاح میں گوشت والا ولیمہ فرمایا تھا پھر مولانا کا یہ کہنا کیونکر درست ہوا کہ جس ولیمہ پر آپ نے معمول سے ہٹ کر گوشت والا ولیمہ کیا، اللہ کی شان اسی میں آپ کو اذیت پہنچی، مولانا کی یہ بات تو احادیث مبارکہ کے بالکل خلاف ہے۔

چوتھی بات یہ کہ حضرت زینبؓ کے قصہ میں جس نوعیت کی بھی آپ کو اذیت پہنچی تھی یعنی دعوت ولیمہ سے فراغت کے بعد چند صحابہ کا دیر تک بیٹھے رہنا، جس کے نتیجہ میں پردہ کا حکم نازل ہوا، جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں آیا ہے:

وجلس طوائف منهم يتحدثون في بيت رسول الله ﷺ ورسول الله ﷺ جالس، وزوجته مؤلية وجهها إلى الحائط، فثقلوا على رسول الله ﷺ...... وأنزلت هذه الآية فخرج رسول الله ﷺ وقرأهن على الناس يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ الخ. (سورۂ احزاب پ ۲۲)

(مسلم شریف، کتاب النکاح، حدیث ۳۴۹۳، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب، فتح الملہم ص ۵۹۰، ج ۶)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

جب آپ پھر گھر میں واپس آئے تو یہ لوگ وہیں موجود تھے، آپ کے لوٹنے کے بعد ان لوگوں کو احساس ہوا تو منتشر ہو گئے، رسول اللہ ﷺ مکان کے اندر تشریف لائے تو تھوڑا سا وقت گزرا تھا کہ آپ پھر باہر تشریف لائے، آپ نے یہ آیت حجاب جو اسی وقت نازل ہوئی تھی پڑھ کر سنائی، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ الخ.** (معارف القرآن ص ۲۰۲، ج ۷، سورۂ احزاب)

تو حضرت زینبؓ کے واقعہ میں پہنچنے والی یہ اذیت ایسی ہے جس کے نتیجہ میں پوری امت کے لئے پردہ کا حکم نازل ہوا، جس کا حضرت عمرؓ عرصہ سے مشورہ دے رہے تھے تو پردہ کا حکم تو پوری امت کے لئے سراسر رحمت و برکت اور خیر کثیر کا ذریعہ بنا، یعنی یہ اذیت تو ایسی ہے جیسے ایک غزوہ میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے قافلہ کو ٹھہرنا پڑا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچ رہی تھی، اسی وقت آیت تیمّم نازل ہوئی، اس وقت صحابی رسول اسید ابن حضیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: اللہ آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے کہ جو بھی ناگوار بات آپ کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں آپ کے لئے اور مسلمانوں کے لئے بڑی خیر پیدا فرما دیتا ہے، یہ آپ کی پہلی برکت ہم نے نہیں دیکھی، چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے:

وليس معهم ماء فصلوا فشكوا ذلك إلى رسول اللهﷺ فأنزل الله تعالىٰ آية التيمم فقال: أسيد ابن حضيرؓ لعائشة جزاك الله خيراً فوالله ما نزل بك أمر تكرهينه إلا جعله الله ذلك لك وللمسلمين فيه خيراً،وفي رواية فقال أسيد بن حضير ما هي بأول بركتكم يا آل أبي بكر. (بخاری شریف ص۴۸، باب التیمم، ہندیہ)

حضرت زینبؓ کے قصہ میں آپ کو جو اذیت پہنچی، جس کے نتیجہ میں پردہ کا حکم نازل ہوا، یہ حکم بھی بلاشبہ قیامت تک کے لئے اس امت کے لئے خیرِ کثیر اور رحمت وبرکت کا باعث ہے، جس کے ذریعہ سے خواتین کی عزت وعصمت کی حفاظت ہوتی ہے، یعنی یہ وقتی اذیت اور طبعی کراہت بھی پوری امت کے لئے رحمت اور خیرِ کثیر کا ذریعہ بنی، اسی کو مولانا سعد صاحب فرما رہے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے حضرت زینبؓ کے ولیمہ میں معمول سے ہٹنے کی وجہ سے آپ کو اذیت میں مبتلاء ہونا پڑا۔

مذکورہ بالا پوری تفصیل کو غور سے پڑھنے کے بعد پھر سے مولانا کے بیان کو پڑھنا چاہئے اور خود ہی فیصلہ کرنا چاہئے کہ مولانا کی یہ باتیں احادیث مبارکہ اور شرّاح حدیث کی تصریحات کے بالکل خلاف ہیں یا نہیں؟ چودہ سو سالہ کے عرصہ میں کسی فقیہ ومجتہد اور شارح حدیث نے ایسی باتیں نہیں فرمائیں جو مولانا نے بیان کی ہیں، اور لاکھوں کے مجمع میں بیان کیں، جس سے امت کو بلاشبہ غلط پیغام پہنچا، اب حقیقت واضح ہوجانے کے بعد خود مولانا سعد صاحب کو اور دوسرے حضرات اہل علم ان کے محبّین ومعتقدین اور اساطین امّت وارباب حل وعقد کی کیا ذمہ داری بنتی ہے، اللہ کو حاضر وناظر جان کر اس کو خود سوچئے اور فیصلہ کیجئے!

محمد زید مظاہری ندوی
استاذِ حدیث وفقہ
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲۶/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ
۱۳/اپریل ۲۰۱۸ء